69.

رسائل و مسائل

سود اور مجبوری کی حالت

گذشتہ دنوں ایک رسالہ پڑھنے کو ملا جس میں سود کی مذمت کے بارے میں حضورؐ کے ارشادات تھے۔ یہ ارشادات پڑھ کر مجھے بہت رنج ہوا۔ رنج اس لیے ہوا کہ میرے والد سودی کاروبار کرتے ہیں (انھوں نے رقم بنک میں جمع کروا رکھی ہے اور اس پر سود لیتے ہیں) لیکن میں انھیں کہہ بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ مجھ سے بڑے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ میرے والد ہیں۔ میں ایک پرائیویٹ سکول میں پڑھتا ہوں۔ مجھ پر مہینہ بھر میں ۴۰۰ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ آپ میری رہنمائی کریں کہ کیا میں اپنے والد کے پیسوں سے کھاؤں پیوں اور ان کے پیسوں سے پڑھوں یا نہیں؟ اور یہ کہ مجھ سے قیامت کے روز اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ نہیں؟ اگر میرا کوئی ذریعہ روپے کمانے کا نہیں بنتا ہو تو میں کیا کروں؟

خوشی ہوئی کہ آپ نے اس نوعمری میں دین کا اچھا خاصا مطالعہ کیا ہے اور کر رہے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علمی جذبے کے ساتھ عمل کو بھی اہمیت دیتے ہیں اور اسی سلسلے میں رزق حلال کے لیے فکرمند ہیں۔ اس عمر میں ایسا شعور اللہ تعالیٰ کی خصوصی دین ہے جو ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ اس پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ سے کہوں گا کہ آپ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی شکر ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں مزید برکت پیدا فرمائے اور جو شعور آپ کو ودیعت فرمایا ہے آپ کے ذریعے گھر والوں، والدین، بہن بھائیوں، اعزہ و اقارب اور اہل علاقہ کو بھی عطا ہو اور ملک میں اسلامی انقلاب کے لیے ایک فوج تیار ہو جائے جو لادینی نظاموں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے اور سودی نظام معیشت کے بجائے اسلام کا بابرکت نظام معیشت قائم ہو جائے۔

جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ "آپ کے والد صاحب بنک میں رقم رکھ کر سود لیتے ہیں اور گھر والوں کے کھانے اور آپ کی تعلیم و تربیت اور خوراک و لباس میں سودی رقم شامل ہے" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ "اللہ سے اپنی استطاعت کے مطابق تقویٰ اختیار کرو"۔ آپ اس وقت بچے ہیں، اپنی کفالت کے قابل نہیں ہیں۔ آپ مجبور ہیں کہ والد صاحب جو

آپ کو دیں وہ آپ استعمال میں لائیں۔ اسی طرح گھر کے دوسرے بے سہارا افراد کا یہی حال ہے۔ ایسی صورت میں آپ والد صاحب سے عرض کریں کہ وہ سودی منافع اپنے استعمال میں نہ لائیں بلکہ مضطر' فقرا اور مساکین کو دے دیں کہ یہ اس کا مصرف ہیں۔

سودی لین دین کا گناہ بے شک وہی ہے جو آپ نے تحریر کیا ہے۔ لیکن جب ایک بیماری بڑے پیمانے پر پھیل جائے اور وبا کی شکل اختیار کر جائے تو اس وقت اگر کوئی عام آدمی اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے اس قدر مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاتا جس قدر عام حالات میں کوئی اپنے آپ کو عیش و عشرت کا دلدادہ بنا کر بزور بیماری کو دعوت دے اور پھر بیماری کو اپنے ذوق و شوق سے بڑھاتا چلا جائے۔ اس وقت غریب عوام کی اکثریت سودی نظام کی وبا کا اس طرح شکار ہے کہ وہی آدمی اس سے بچ سکتا ہے جو ایمان و عمل کے اسلحے سے لیس ہو اور اپنے پورے وسائل و ذرائع اور صلاحیت اس سے بچنے میں لگا دے۔ ایسی صورت میں عوام کو ملامت کرنے اور سب کو مطعون کرنے کی بجائے اس طبقے کو نشانہ بنایا جائے جو اس صورت حال کا ذمہ دار ہے۔ ارباب حکومت' بڑے کاروباری اور تجارت پیشہ سرمایہ دار' جاگیردار' وڈیرے' بیوروکریٹ اور حکومت بنانے اور ختم کرنے میں دخیل اور معاشی اتار چڑھاؤ کے ذمہ دار اصل مجرم ہیں اور جو احادیث آپ نے لکھی ہیں ان کا بھی اصل مصداق یہی لوگ ہیں۔ اگرچہ اپنے جرم کے مطابق ہر خاص و عام کا اس میں حصہ ہے۔ ایسی صورت میں آپ اپنی انفرادی کوششیں جاری رکھیں اور سودی نظام کے خلاف لوگوں کو جس قدر بھی منظم کر سکتے ہوں' کریں۔ ایک دو آدمیوں کو بھی روک دیں یا صرف اپنے والد صاحب محترم کو اس سے چھٹکارا دلا دیں تب بھی بہت بڑی بات ہے۔ دراصل سودی نظام کی مزاحمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون نافذ کیا ہے کہ صرف سود لینے والا ہی مجرم نہیں بلکہ دینے والا بھی اس گناہ میں شریک ہے۔ دینے والا اگرچہ مظلوم ہے لیکن اسے اس گناہ میں اس لیے شریک کیا گیا ہے کہ ظلم اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک مظلوم ظلم کو برداشت کرنے اور قبول کرنے سے انکار نہ کر دے۔ اسلام مسلمانوں کے اندر یہ صفت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ آج اگر یہ صفت زندہ ہو جائے' مسلمان فیصلہ کر لیں کہ وہ ظلم برداشت نہ کریں گے تو پھر کوئی حکمران' حکمران طبقے کا کوئی ادارہ یا گروہ انھیں ظلم کا نشانہ نہ بنا سکے گا۔ آج اگر تمام لوگ سود دینے سے انکار کر دیں تو بنک ان کا کیا بگاڑ سکیں گے' کون ان سے سود لے کر بنک کو دے گا۔ پولیس' فوج یا دوسرا کوئی گروہ کیا کر سکے گا جب کہ تمام عوام ظلم کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ ایسی صورت میں ظالم کو پسپا ہونا پڑے گا۔ سودی کاروبار کا قلع قمع اسی وقت ہو سکے گا جب ہم سب اس کے خلاف مزاحمت کریں گے۔ یہی حکم شراب اور دوسرے منکرات کا ہے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کو بیدار کیا جائے۔ لوگوں کو جس قدر بھی آپ سودی نظام کے جال سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں اسی قدر غنیمت ہے لیکن اس کے ساتھ آپ مایوس بھی نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ وہ بندوں کے دلوں کے حال کو جانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون کس قسم کے حالات میں، کس قسم کے جرم کا کس مقدار میں مرتکب ہے۔ اپنی نیت، اپنی حالت اور اپنے طرز عمل کے لحاظ سے ہر آدمی کا اس کے مطابق حساب و کتاب ہو گا۔ ان شاء اللہ آخرت میں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نہیں پکڑے گا جو سودی نظام کو برا سمجھتے تھے، اس سے نفرت کرتے تھے، اس کے خلاف دعوت و تبلیغ کرتے تھے اور اسے مٹانے کے لیے کوشاں تھے۔ اس جذبے کے ساتھ آپ اپنے قدم آگے بڑھائیں۔ پاکستان اور دنیا بھر میں طاغوتی نظاموں کے خاتمے کے خلاف جو تحریک برپا ہے اس کا ہراول دستہ بنیں۔ نوجوانوں کو اس میں شامل کریں۔ ان شاء اللہ وقت آئے گا کہ اسلامی تحریک ایک طوفان بن کر باطل نظاموں کو مٹا دے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے اور آپ کے لیے دین بندگی، اور رزق حلال کے راستے آسان کر دے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ۲۹: ۶۹)، "وہ لوگ جو ہماری رضا حاصل کرنے کے لیے جہاد کرتے ہیں، ہم انھیں اپنے راستے بتلا دیں گے"۔ ان شاء اللہ آپ کے لیے بھی اس جہاد کی بدولت جو آپ نے شروع کیا ہوا ہے، راستے کھلیں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین! (عبدالمالک)

وسوسوں کی حقیقت اور علاج

طرح طرح کے وسوسے آتے ہیں، خصوصاً نماز میں۔ ان کا کیا علاج کروں؟

وساوس کے سلسلے میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ یہ اکثر غیر اختیاری ہوتے ہیں، فطرت کا لازمہ ہیں، اور شیطان کو بس یہی وساوس پیدا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ جس طرح ایک راستے پر ہر قسم کی سواری چل سکتی ہے، اسی طرح دل کی راہ پر قسم قسم کے خیال کا گزر ہو سکتا ہے۔ انسان کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے، راستہ چلتے رہنا چاہیے، صحیح منزل پر نگاہیں جمائے رکھنا چاہییں اور اس کی سمت میں چلنا چاہیے۔

مطلوب چلنا اور پہنچنا ہے نہ کہ کیفیت۔ غیر اختیاری چیزوں کی وجہ سے چلنے کی کیفیت میں اونچ نیچ سے بحث نہیں ہے، وہ تو ہو گی ہی۔

اگر وساوس کی جڑیں مذموم ہیں تو ان سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے، مثلاً دولت، حسن، جاہ---

اگرچہ پھر بھی مکمل چھٹکارا ممکن نہیں۔۔۔ اگر مطلوب ہیں، جیسے کہ اللہ کے دین کا کام، تو اس کام سے کنارہ کشی تو ہرگز نہیں ہو سکتی۔

وساوس کا قانون یہ ہے کہ جتنا انسان ان کی فکر کرے اور ان کو کوشش سے نکالنے کی کوشش کرے اتنا ہی وہ راسخ ہو جاتے ہیں۔ یہ خیالات ہیں، ان کو نکالنے کے لیے خیال کو ان پر مرکوز کرنا پڑتا ہے۔ اس سے ان کو اور غذا ملتی ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ لاپرواہ بن کر اپنے کام میں لگے رہو۔ لاپرواہی اور عدم توجہ سے یہ خود کمزور پڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔

نماز میں جو پڑھ رہے ہو اس پر دھیان رکھو، دل میں ترجمہ دہراتے جاؤ اور بار بار اپنے کو یاد دلاؤ کہ اللہ کے سامنے ہو، اس سے باتیں کر رہے ہو، شاید یہ آخری موقع ہو۔۔۔ پھر بھی جو کچھ وسوسہ آجائے، اس پر استغفار کرو اور اپنے کام سے کام رکھو۔ (خرم مراد، ۲۹ نومبر ۸۷)

خوشگواری سے بیٹی کی تربیت کیجیے!

سہیلی میگزین

مدیر منتظم: سہیل اسلم

کیا آپ اپنی بیٹی کی تربیت کرنا چاہتے ہیں؟
بچوں کے چھپنے والے رسائل میں آپ کی بیٹی کی تربیت کے لئے نہ ہونے کے برابر مواد مگر سہیلی میگزین کی ہر سطر اور ہر حرف صرف اور صرف آپ کی بچی کی تربیت کیلئے،

قیمت فی شمارہ	۶ روپے
سالانہ خریداری	۶۰ روپے
دو سالہ خریداری	۱۰۰ روپے

مشرق وسطیٰ	۳۵۰ روپے	بھارت	۳۰۰ روپے
بنگلہ دیش، مسقط	۳۵۰ روپے	یورپ، مشرق بعید	۴۰۰ روپے
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا	۵۰۰ روپے	دیگر ممالک	۵۰۰ روپے

نوٹ: رقم بذریعہ منی آرڈر یا چیک، ڈرافٹ بنام سہیلی میگزین اکاؤنٹ ۲-۰۰۰-۱۲۸۶ الائیڈ بینک لمیٹڈ سیٹلائٹ روڈ فیصل آباد

منیجر: سہیلی میگزین ۸۸ بی سکیم نمبر ۱-۲۱۲ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد فون نمبر ۴۳۵۴۲۹